شاہ اکرام حسین سیکری

# مختصر حالاتِ زندگی

# حضرت مسکین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی غلام محمدؐ اور عُرف مسکین شاہ[1] ہے، آپ عام طور پر اسی عُرفیت سے مشہور ہیں۔

والدِ ماجد کا اسمِ گرامی "حافظ محمد خیرالدین" اور جدِ بزرگوار کا نام "مولانا عبدالحکیم" ہے، قصبۂ کشتوار (نواحِ کشمیر) میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے فرزند تھے، آپ کے بزرگ عہدۂ قضا پر مامور رہے اور تمول آپ کا خاندانی ارث تھا۔

جب آپ سنِ تمیز کو پہنچے تو آپ کو تحصیل علم کے لیے علماء کے سپرد کیا گیا، تھوڑے دنوں میں آپ نے علوم ظاہری سے فراغت حاصل کرلی۔ اس کے بعد والدین نے اپنی

---

[1] راقم الحروف نے آپ کے حالاتِ زندگی پر ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جو کتابی صورت میں ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۲ء میں معین پریس میرپور خاص میں طبع ہوا تھا، تعداد اشاعت ایک ہزار تھی، جناب سید امداد علی شاہ صاحب نے اپنے خرچ سے یہ رسالہ طبع کراکر مفت تقسیم کیا تھا، آج نایاب ہے۔

برادری میں آپ کی شادی کردی ۔ شادی کے بعد والد بزرگوار کا وصال ہوگیا اور آپ امور عہدۂ قضا انجام دینے لگے ، ان ہی ایام میں حاکم کشمیر سے کسی بات پر آپ کی ان بن ہوگئی ، چنانچہ آپ عہدۂ قضا سے مستعفی ہوگئے اور اپنا سب سرمایہ راہِ خدا میں لٹا کر دنیا سے کنارہ کشی اختیار فرمائی ۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت کنگال شاہ صاحبؒ کے حضور میں حاضر ہوئے جو وہاں ایک سالک مجذوب بزرگ تھے ، ان سے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت کرکے مدت تک ان کے پاس رہے اور خدمت کرتے رہے ۔ مسئلۂ وحدت الوجود میں آپ کو اطمینان نہیں ہوتا تھا اور پیر صاحب چونکہ مجذوب تھے اس وجہ سے آپ میں بھی اثر جذب پیدا ہوا ، اسی حالت جذب میں آپؒ دہلی تشریف لے آئے ، کچھ دنوں ادھر اُدھر کوہ و بیاباں میں پھرتے رہے ، ایک دن حضرت سید غلام علی شاہ صاحب نقشبندیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کرکے آپ ہی کی خانقاہ میں رہنے لگے ، حضرت غلام علی شاہ صاحبؒ نے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کی تکمیل کرا کے خلافت اور اجازت عطا فرمائی ۔ چونکہ آپ کو طلب خدا سے سیری نہیں ہوتی تھی ، اس لیے حسبُ الحکم باطنی حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین حسنی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ آپ شہر دہلی سے بریلی تشریف لے گئے اور حضرت مولانا شاہ نیاز احمد بریلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ، اپنا حال عرض کیا ، حضرت شاہ نیاز احمدؒ نے فرمایا کہ "مسئلۂ وحدت الوجود" کو میں تم سے زبانی بیان نہیں کروں گا ، تم کتاب فصوص الحکم[۱] لے جاؤ اور فلاں حجرہ میں بیٹھ کر دیکھا کرو ۔ چنانچہ آپ نے اسی حجرے میں بیٹھ کر "فصوص الحکم" کو دیکھنا شروع کیا ، ان ایام میں حضرت شاہ نیاز احمدؒ آپ کی جانب باطنی توجہ فرماتے رہے جس سے آپ کو کلی اطمینان ہوگیا ، اس کے بعد آپ نے حضرت مولانا شاہ نیاز احمد صاحبؒ سے

---

۱؎ فصوص الحکم تصوف کے موضوع پر شیخ محی الدین ابن عربی کی عربی زبان میں مشہور کتاب ہے آج کل اس کا مطبوعہ اردو ترجمہ بھی مل جاتا ہے ۔

بیعت کی اور وہاں ہی خانقاہ میں رہنے لگے۔جب آپ نے سلوک طریقہ عالیہ چشتیہ میں بھی طے فرمالیا تو مولانا نیاز احمد صاحبؒ نے آپ کو سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں بھی خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔

چند روز کے بعد ایک دن مولانا نیاز احمد صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا ارشاد ہے کہ "تم جے پور میں مستقل قیام کرو"۔ چنانچہ حضرت مسکین شاہ صاحبؒ جے پور کے سفر کے لیے تیار ہوگئے۔ رخصت کے وقت حضرت مولانا نیاز احمد صاحبؒ روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎

بگذار تا بگریم چون ابر در بہاران
کز سنگ گریہ خیزد وقت وداع یاران

الغرض آپ رخصت ہوکر کئی ماہ بعد جے پور پہنچے اور مسجد بہار شاہ میں قیام فرمایا بہت سے لوگ مرید ہوئے، آپ کے چند ممتاز مریدوں میں کپتان شیخ امان اللہ اور ممتازالدولہ نواب فیض علی خاں صاحب مرحوم وزیراعظم جے پور وغیرہ شامل ہیں۔

آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں۔شہر میرٹھ میں ایک معزز ساہوکار تھا، اس کی لڑکی پر ایک جن عاشق تھا۔ساہوکار نے اس کی دوا اور دعا میں بے حد کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا، کسی شخص نے ساہوکار سے کہہ دیا تھا کہ جس شخص کو دیکھ کر یہ لڑکی شرمائے، وہی اس کا علاج کرسکے گا۔ ساہوکار نے اپنے ملازمین سے کہہ دیا کہ خیال رکھو ایک دن حضرت مسکین شاہ صاحب دہلی سے بریلی تشریف لے جارہے تھے، جب میرٹھ پہنچے اور اس ساہوکار کے مکان کے نیچے سے گزر ہوا تو لڑکی آپ کو دیکھ کر شرمائی اور ایک گوشے میں جا چھپی۔ ملازمین نے جب یہ حال دیکھا تو حضرت کے ساتھ ہوگئے، جب سرائے میں آپ نے قیام فرمایا تو ملازمین نے یہ سب ماجرا ساہوکار کو سنایا، ساہوکار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ عرض کیا اور علاج کی درخواست کی، آپ نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا اور دوسرے دن صبح اس کے مکان پر تشریف لے گئے، لڑکی نے نہایت ادب سے اُٹھ کر سلام کیا۔ جن نے عرض کیا، اگر

اجازت ہو تو کچھ عرض کروں، آپ نے اجازت دی۔ عرض کیا، میرے لیے کیا حکم ہے اگر مرضی ہو تو اس محلہ اس شہر کو چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا، تم اس لڑکی اور اس گھر کو چھوڑ دو بس یہی کافی ہے۔ چنانچہ جن سلام کرکے چلا گیا۔ ساہوکار نے دو توڑے بطور نذرانہ پیش کیے۔ آپ نے فرمایا۔ فقیر کو اس کی ضرورت نہیں۔ مگر ساہوکار نے جب زیادہ منت سماجت کی تو آپ نے فرمایا کہ اس محلہ میں کوئی مسجد ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس روپے سے ایک کنواں اور مسجد بنوادی جائے یہ کہہ کر آپ بریلی تشریف لے گئے۔

آپ کے خلفائے کرام کے نام نامی جو دریافت ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) سیکر میں، حضرت شاہ ولی محمد چشتی صاحبؒ

(۲) الٰہ آباد میں، حضرت مولانا سکندر علی صاحبؒ

(۳) کرنال میں، حضرت فیض اللہ شاہ صاحبؒ

(۴) لکھنؤ میں، حضرت نجابت علی شاہ صاحبؒ

(۵) لکھنؤ میں، حضرت مولوی گل محمد صاحبؒ

(۶) جے پور میں، حضرت صادق علی شاہ صاحبؒ

(۷) فتح پور میں، حضرت محبوب علی شاہ صاحبؒ

یہ سب حضرات صاحب سلسلہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قائم رکھے۔

## وفات

آپ کے دست مبارک میں کہنی کے متصل گر پڑنے کی وجہ سے ایسی چوٹ آئی کہ زخم پیدا ہوگیا، بہت کچھ علاج کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ شدت تکلیف سے بخار آنے لگا۔ ایام علالت میں مہاراجہ رام سنگھ والیٔ ریاست جے پور جو آپ کے بہت معتقد تھے، عیادت کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، مجھے بھی کچھ حکم دیا جائے۔ تاکہ میں بھی کچھ خدمت کرسکوں۔ آپ نے فرمایا، ایک کروڑ کی ریاست ہے، پھر بھی صبر نہیں آتا، آخری وقت میں فقیر کو مجبور کرکے اس کی فقیری لینا چاہتے ہو،

جاؤ تم آباد رہو اور تمھارا شہر آباد رہے - مہاراجہ یہ دُعا لے کر واپس چلے گئے -

۲۸ ر جمادی الاول ۱۲۷۵ھ کو آپ کا وصال ہوا -

مشہور کتاب خزینۃ الاصفیاء میں آپ کے وصال کی نسبت مندرجۂ ذیل قطعاتِ تاریخ لکھے ہوئے ہیں :-

(۱)

شاہ مسکین چون شد بحق واصل | رفت نزد خدا، خُدا آگاہ
گفت تاریخ رحلتش سرور | کہ امام بہشت مسکین شاہ

۷۵ ۱۲ ھ

(۲)

حضرت مسکین شاہ باکمال | شد چو از دنیا بجنّت یافت جا
سال وصل انتقال آنجناب | ست درویش مکرم مجتبیٰ

۷۵ ۱۲ ھ

حضرت شاہ اکبر علی شاہ صاحبؒ مندرجہ ذیل قطعہ اکثر پڑھا کرتے تھے، معلوم نہیں کس کا لکھا ہوا ہے ؎

شہ غلام محمد کہ بودہ اند کمال | ظہور فیض از آن ست آفتاب مثال
بہ بست وہشت ز ماہ جمادی الاول | کہ بود یوم سہ شنبہ بوقت بعد زوال

از یں جہان فنا سوئے عالم باقی،
زدہ چو خیمہ درخیل آن خجستہ خصال

حضرت سید کرامت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوربی زبان میں مندرجۂ ذیل اشعار بطور قطعۂ تاریخ تصنیف فرمائے، جو سیکروں سالانہ عرس کے موقع پر قوال گاتے ہیں- جب قوال یہ اشعار گاتے ہیں تو ایک خاص کیفیت اہلِ محفل پر طاری ہوجاتی ہے اور وَجد کا عالم پیدا ہوجاتا ہے ؎

اٹھائیسوئیں ۲۸ تاریخ جمادی الاول نوشہ بیاہن آئیو ری
نورِ نبیؐ اور فیضِ علیؓ کو مکھ پر سہرا بندھائیو ری
چاؤ چڑھو، وانکو پیا سے ملن کو، شبھ دن منڈھا چھایو ری
عرش کرسی پر حور و ملائک سب مِل منگل گائیو ری
سب سکھیاں مل بیٹھ پیا سنگ ہو کو راگ مچائیو ری
رُوپ سروپ بنو ہے بنی کو پھیل نیاز کھائیو ری
آج پیارو، ہو متوارو، دھیان دھنی سے لگائیو ری
بنڑا مکھڑا دیکھ بنی کو بند سمند سمایو ری
غلام علی شاہ جی کو راج دلادو، مسکین شاہ ناؤن دھرآیو ری
دھن دھن بھاگ شہر جے پور کے قطب زمانہ کو پائیو ری
دن منگل اور وقت عصر کے نُور میں نُور سمایو ری
حضرت شاہ غلام محمد سفر اخیر اٹھائیو ری
یہ غریب اور داسی تہارو گھر منگت بَن آئیو ری
منشاء پورن شاہ ولی سے داس کرامت آئیو ری

حضرت مسکین شاہ صاحبؒ کے ایک نامور مُرید حکیم آغا جان عیشؔ دہلوی نے بھی آپ کی وفات پر مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ لکھا ہے ؎

کرد رحلت از جہان چون حضرت مسکین شاہ
خارِ غم در دِل خلید از رحلتِ آن نیک ذات
عیشؔ چون سال وفاتش خواست از پیر خرد
"واصلِ ذاتِ الٰہی" گفت تاریخِ وفات
۱۲ھ ۷۵

راقم الحروف نے مندرجۂ ذیل عبارت سے سالِ وصال نکالا :-
سالِ وصال، ہادی النفوس سیدنا مسکین شاہ صاحب
۱۲ھ ۷۵